ایک جدید ترجمہ قرآن مجید

قاری محمد طاہر

اس ترجمہ کا نام ''آسان اردو ترجمہ قرآن مجید'' ہے۔ جو پاکستان کے درویش منش مبلغ، عالم، حافظ نذر احمد صاحب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس ترجمہ قرآن کو مسلم اکادمی لاہور نے شائع کیا ہے۔ جو بڑی تقطیع کے ۱۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

حافظ صاحب نے اپنی پوری زندگی ایک خاموش مگر انتہائی مستعد مبلغ کی حیثیت سے بسر کی ہے اور تقریباً ۸۶ برس کی عمر کے باوجود بحمد اللہ مسلسل دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ انہوں نے پاکستان کے جیل خانوں کو اپنی مساعی کا محور قرار دیا اور جیلوں میں محبوس قیدیوں کی تعلیم و اصلاح پر اپنی صلاحیتوں کو صرف کیا ہے۔ انہوں نے جیل کی سلاخوں میں بند قیدیوں کو قرآن سے بھی روشناس کرایا اور ان میں صاحب قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا داعیہ بھی بیدار کیا۔ حافظ صاحب کی مساعی کے نہایت مثبت نتائج سامنے آئے، حتیٰ کہ بہت سے قیدیوں نے جیل میں رہتے ہوئے پورا قرآن پڑھا بلکہ بعض نے حفظ بھی کیا۔ جیلوں میں تبلیغ و اصلاح کے حوالے سے ان کا طرز عمل اور طریق کار ایک الگ موضوع ہے جو اس وقت ہمارا ہدف نہیں ہے۔

حافظ نذر احمد صاحب کا آسان ترجمہ قرآن مجید اپنے فنی محاسن کی وجہ سے ایک منفرد اور کامیاب کوشش ہے۔ حافظ صاحب نے آغاز میں لکھا ہے۔

''الحمد للہ آسان ترجمہ قرآن مجید کئی اعتبار سے منفرد ہے۔

۱۔ ہر لفظ کا جدا جدا ترجمہ اور پوری سطر کا سلیس ترجمہ یکساں ہے۔

۲۔ ہر سطر کا ترجمہ اسی سطر میں دیا گیا ہے تا کہ قاری کو اشتباہ نہ ہو۔

۳۔ یہ ترجمہ تینوں مسالک کے علماء کرام (اہل سنت والجماعت دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث) کا نظر ثانی شدہ اور ان کا متفق علیہ ہے۔''

اس ترجمہ قرآن کے ادبی محاسن (جس پر ہم آگے بحث کریں گے) کے علاوہ مذکورہ تیسری خصوصیت بہت اہم ہے کہ اس ترجمہ پر تینوں مسالک کے علماء نے نظر ثانی کی اور اتفاق کیا ہے۔

نظر ثانی کرنے والے علماء میں مولانا عزیز زبیدی مدیر مجلّہ اہل حدیث، لاہور، مولانا پروفیسر مزمل احسن شیخ، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور، مولانا محمد سرفراز نعیمی الازہری، مولانا عبدالرؤف ملک، مولانا سعید الرحمٰن علوی شامل ہیں۔ ان سب حضرات نے اس ترجمہ قرآن کو انتہائی اہم قرار دیا ہے۔

اس ترجمہ قرآن کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا آغاز وانتہا، دونوں حرمین شریفین میں انجام پایا۔ خاص اس مقصد کے لیے انہوں نے سفر حرمین اختیار کیا اور ۳ دسمبر ۱۹۸۷ء کو حرم مکی میں بیت اللہ کے سامنے اس ترجمہ کی ابتداء کی اور پھر پورے چار برس کے بعد ۳ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو مسجد نبوی میں صفہ پر بیٹھ کر اس کی تکمیل فرمائی۔ اس حوالے سے وہ قرآن مجید کے آخری صفحہ پر رقمطراز ہیں۔

''الحمد للہ مدینۃ سکینہ میں مسجد نبوی کے صفہ پر آسان ترجمہ قرآن کریم کی تکمیل کے آخری کلمات لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جس کا آغاز پورے چار سال قبل ۳ر دسمبر ۱۹۸۷ء کو بیت اللہ الحرام مکہ مکرمہ میں ہوا تھا''۔[۱]

اس تحریر کے نیچے مترجم کے دستخط اور تاریخ موجود ہے۔

آسان ترجمہ قرآن کے آخر میں معمول کے مطابق فہرست پارہ ہائے قرآن مجید اور فہرست سورہ ہائے قرآن مجید دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اضافی معلومات بھی علیحدہ سے فراہم کی گئی ہیں جو عموماً تراجم قرآن میں نہیں ملتیں۔ مثلاً ایک عنوان ہے ''اجزاء

سپاروں کی فہرست (ضروری معلومات کے ساتھ)''۔اس عنوان کے تحت چار کالم بنائے گئے ہیں۔

پہلا کالم نمبر شمار، دوسرا کالم پارہ، تیسرے کالم پر صفحہ کا نمبر درج ہے، چوتھے کالم میں تعداد اور رکوع، پانچویں کالم میں آیات کی تعداد اور چھٹے کالم میں اس پارہ میں مشتمل سورتوں کا تذکرہ ہے۔اس طرح آخر میں کل سورتوں کی تعداد لکھی گئی ہے جو ایک سو چودہ ہے۔کل رکوع کی تعداد پانچ سو اٹھاون،کل آیات کی تعداد چھ ہزار دوسو چھتیس لکھی گئی ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عموماً تراجم قرآن میں رکوعات کی تعداد پانچ سو چالیس لکھی جاتی ہے جو درست نہیں ہے۔ رکوعات کی تعداد کے حوالے سے پانچ سو چالیس والی روایت اتنی غلط العام ہوچکی ہے کہ مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہٗ نے بھی اپنی کتاب علوم القرآن میں یہی بات لکھ دی ہے۔[۲]

ہماری دانست میں یہ غلطی فتاویٰ عالمگیری سے شروع ہوئی اور پھر مسلسل چلتی رہی۔فتاویٰ عالمگیری کی عبارت ملاحظہ ہو۔

> **ان المشائخ رحمهم جعلوا القرآن علیٰ خمس مائة واربعین رکوعاً واعلموا ذالک فی المصاحف یحصل الختم فی لیلة السابع والعشرین .** [۳]
>
> مشائخ نے قرآن مجید کو پانچ سو چالیس رکوعوں میں تقسیم کیا ہے تاکہ تراویح میں قرآن کا ختم ستائیسویں شب میں ہوسکے۔

اس وقت رکوعات کا شمارہ ۵۴۰ نہیں بلکہ ۵۵۸ ہے جو مسلمہ امر ہے۔اس بات کا امکان موجود ہے کہ فتاویٰ سے قبل علماء نے تیسویں پارے کی ہر سورت کو رکوع قرار دیا ہوا ہے اور اس طرح رکوعات کی کل تعداد بڑھ گئی۔واللہ اعلم

آسان ترجمہ قرآن کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ آخر میں ''قرآن کریم کی سورتیں۔ضروری معلومات'' کے تحت بعض انتہائی اہم معلومات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔اس

عنوان کے تحت آٹھ کالم دیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

نمبر سورۃ، سورۃ، صفحہ ترجمہ ھذا، کل رکوع، کل آیات، نمبر نزول، پارہ نمبر، پارہ۔

سورۃ کے کالم میں سورہ کا نام اور اس کی تقسیم یعنی مکی و مدنی دی گئی ہے۔ کل رکوع اور کل آیات میں سورۃ کے رکوعات اور آیات کی تعداد کا ذکر ہے جب کہ نمبر نزول کے کالم میں اس سورۃ کی نزولی ترتیب کا شمار دیا گیا ہے۔ اس طرح آیات سورہ کے بارے میں ہر طرح کی معلومات یکجا واضح کردی گئی ہیں۔ جو کہ عام تراجم میں عموماً نہیں ملتیں۔

آسان ترجمہ قرآن کے ادبی محاسن

ادبی لحاظ سے ہر زبان اپنا ایک الگ حسن رکھتی ہے۔ یہی حسن اس کو دوسری زبانوں سے ممیز و ممتاز کرتا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال لفظ آپ یا تم یا تو کا استعمال ہے۔ معنوی اعتبار سے آپ اور تم اور تو ایک معنی رکھتے ہیں لیکن استعمال کے حوالے سے تینوں الفاظ کی حیثیت مختلف ہے۔ آپ کا لفظ اپنے سے بڑے کے لیے بولا جاتا ہے جب کہ تم چھوٹے کے لیے اور لفظ تُو بہت کمتر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن عربی زبان میں اس قسم کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ وہاں لفظ انت ہی بڑے چھوٹے سب کے لیے مستعمل ہے۔ صرف زبر اور زیر کے فرق سے تذکیر و تانیث کو ممیّز کیا جاتا ہے۔ صاحب ''آسان قرآن ترجمہ'' نے اردو زبان کے اس ادبی فرق کو ملحوظ رکھا ہے اور ترجمہ میں اس معنوی فرق اور ادبی تفاوت کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ سمونے کی کوشش کی ہے۔

جہاں بھی رسالت مآب ﷺ کے لیے کوئی ضمیر استعمال ہوئی وہاں تم یا تُو کے ساتھ ترجمہ نہیں کیا بلکہ رسول اکرم ﷺ کا ادب کامل طور پر سامنے رکھا اور ہر جگہ آپ کا لفظ استعمال کیا۔ مثلاً والذی اوحینا الیک ''اور ہم نے آپ کی طرف وحی کی''[۱۴] جب کہ اسی آیت کا ترجمہ عموماً مترجمین اور مفسرین نے یہ کیا ہے۔ ''جس کی وحی ہم نے تمہاری

طرف کی ہے"۔ لیکن جس جگہ ضمیر کا مرجع رسالت مآب ﷺ کے بجائے عام لوگوں کی طرف ہے وہاں ترجمہ میں تم یا تمھارے کا لفظ استعمال کیا ہے تا کہ رسالت مآب ﷺ اور عام لوگوں کے فرق کا لحاظ رہے۔ مثلاً سورۃ الاعراف کی آیت ملاحظہ ہو۔

اتبعوا بما انزل الیکم من ربکم (الاعراف /۳)

اس آیت میں انزل الیکم کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں اگر چہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے بلکہ یہاں یہ ضمیر عام لوگوں کی طرف ہے۔ حافظ نذر احمد اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ "اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے"۔

یہاں پر صاحب تفہیم نے ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

"لوگو جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو"۔ ۵

جب کہ حضرت تھانویؒ ترجمہ فرماتے ہیں

"تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے"۔ ۶

اسی طرح سورۃ الانعام کا ترجمہ ملاحظہ ہو

قل اغیر اللّٰہ ابغی ربا (الانعام/۱۶۴)

اس کا ترجمہ حافظ نذر احمد صاحب کرتے ہیں۔ "آپ کہہ دیں کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب ڈھونڈوں"۔ ۷

صاحب تفہیم نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ "کہو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں"۔ ۸

حضرت تھانویؒ کا ترجمہ یہ ہے۔ "آپ فرمادیجئے کہ کیا میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لیے تلاش کروں"۔ ۹

لفظ ڈھونڈنا اور تلاش کرنا بظاہر ہم معنی ہیں لیکن لفظ تلاش کرنا عموماً ایسی چیز

کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کا کہیں وجود ہو لیکن بوقت حال گم ہو۔ جب کہ اللہ کے حوالے سے ایسی کیفیت نہیں۔ اللہ بہر حال اور ہر وقت موجود ہے اس لیے یہاں لفظ ڈھونڈنا زیادہ بہتر محسوس ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے بھی ایک شعر میں لفظ ڈھونڈ کو انہی معنی میں استعمال کیا ہے۔

تیرے محیط میں کہیں گوہر زندگی نہیں

دیکھ چکا میں موج موج ڈھونڈ چکا صدف صدف

بشریت رسولؐ کے حوالے سے مسلمانوں میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ سورۃ الکھف کی آخری آیت میں اللہ نے فرمایا۔

قل انما انا بشرٌ مثلکم یوحیٰ الیّ انما الھکم اللہ واحد (الکھف، ۱۱۰)

اس آیت کا ترجمہ حضرت تھانویؒ اس طرح فرماتے ہیں۔ ''اور آپ یوں بھی کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے''۔ ۱۰

صاحب تفہیم کا ترجمہ یہ ہے۔ ''اے نبی کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے''۔ ۱۱

اس آیت کا ترجمہ حافظ نذر احمد صاحب کے یہاں یہ ہے۔ ''آپ فرمادیں کہ میں تم جیسا بشر ہوں (البتہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے تمہارا معبود معبود واحد ہے''۔ ۱۲

تم ہی جیسا بشر ہوں اور تم جیسا بشر کہنے میں معنوی فرق زیادہ ہے۔ اول الذکر ترجمہ کی نسبت آخر الذکر ترجمہ الفاظ قرآن کے زیادہ قریب محسوس ہوتا ہے۔

کیونکہ اول الذکر ترجمہ میں تم ''ہی'' جیسا میں لفظ ہی کچھ اضافی محسوس ہوتا ہے اور ایک طبقہ کے نزدیک اس کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی رفعت اور علو مرتبت متاثر ہوتی ہے۔ جب کہ موخر الذکر ترجمہ میں ایسا شائبہ باقی نہیں رہتا اور سہل اللسان بھی ہے۔

اگر لفظ بشر کا ترجمہ انسان کیا جائے تو یہ قرآن کے مفہوم سے کچھ بعید ہو جاتا ہے۔ چونکہ قرآن نے لفظ بشر استعمال کیا ہے لہٰذا اقرب الی القرآن معنی بشر ہی سے ادا ہوتا ہے۔

قرآن مجید کا ہر ترجمہ اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے۔ تاہم بعض مقامات پر کسی مترجم کا قلم مفہوم سے زیادہ مناسبت رکھتا ہوا محسوس ہوتا ہے جس سے قاری ایک خاص لطف حاصل کرتا ہے۔ ذیل میں ہم اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً له مقاليد السموات والارض يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر (الزمر/۶۳)

اس کا ترجمہ صاحب ''آسان ترجمہ قرآن مجید'' کرتے ہیں۔ ''اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔ وہ رزق فراخ کرتا ہے جس کے لیے وہ چاہتا ہے اور جس پر چاہے تنگ کر دیتا ہے''۔[۱۳]

اسی آیت کا ترجمہ صاحب ضیاء القرآن نے اس طرح کیا ہے۔ ''اسی کے قبضہ میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی۔ کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے۔ تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے''۔[۱۴]

یہاں صاحب تفہیم ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے''۔[۱۵]

اس جگہ يقدر کے ترجمہ نپا تلا میں جو ادبی حسن موجود ہے وہ تنگ کر دینے کے لفظ میں نہیں ہے۔ اسی طرح جو معنویت کنجیوں کے حوالے سے لفظ قبضہ میں ہے وہ ''اسی کے پاس'' میں نہیں۔

كبر على المشركين ماتدعوهم اليه الله يجتبى اليه من يشاء ويهدى اليه من ينيب (الشوریٰ/۱۳)

''بہت گراں گزرتی ہے مشرکین پر وہ چیز جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے''۔[۱۶]

''آپ جس کی طرف انہیں بلاتے ہیں وہ مشرکوں پر گراں گزرتی ہے۔ اللہ اپنی طرف (اپنے قرب کے لیے) جس کو چاہتا ہے چن

لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف سے
ہدایت دیتا ہے''۔ ۱۷

''مشرکین پر ہر وہ چیز شاق گزر رہی ہے جس کی طرف تم ان کو دعوت
دے رہے ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف آنے کے لیے چن
لیتا ہے اور وہ اپنی طرف راہ نمائی ان کی کرتا ہے جو اس کی طرف
متوجہ ہوتے ہیں''۔ ۱۸

''ان مشرکین کو سخت ناگوار ہوئی ہے جس کی طرف اے محمد تم انہیں
دعوت دے رہے ہو اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کرلیتا ہے اور وہ اپنی
طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع
کرے''۔ ۱۹

یہاں کبـــــر کے لفظ کا ترجمہ شاق، ناگوار لیا گیا ہے، جب کہ آسان ترجمہ میں گراں ہے۔ بظاہر جو معنویت شاق اور ناگوار کے مقابلہ میں گراں کی ہے وہ ازخود ظاہر ہے۔

وتراھم ینظرون الیک وھم لایبصرون (الاعراف / ۱۹۸)

''اور ان کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ
بھی نہیں دیکھتے''۔ ۲۰

''بظاہر تم کو ایسا نظر آتا ہے کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر فی
الواقع وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے''۔ ۲۱

حافظ نذر احمد لکھتے ہیں۔ ''اور تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف تکتے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے''۔ ۲۲

اگر کسی شخص کی پتلیاں بظاہر تو ٹھیک ہوں لیکن ان میں نور نہ ہو تو دوسرا دیکھنے والا یہی خیال کرتا ہے کہ وہ شخص میری طرف دیکھ رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ دیکھنا۔ دیکھنا نہیں ہوتا۔ صرف چہرہ متوجہ اور پتلیاں کھلی نظر آتی ہیں۔ لفظ تکنا میں یہ مفہوم زیادہ واضح ہو رہا ہے۔

وتراھم یعرضون علیھا خشعین من الذل ینظرون من

طرف خفی (الشوریٰ/۴۵)

مولانا اشرف علیؒ نے ترجمہ فرمایا ہے۔ ''اور نیز ان کو اس حالت میں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے روبرو لائے جاویں گے مارے ذلت کے جھکے ہوئے ہوں گے ست نگاہ سے دیکھتے ہوں گے''۔۲۳

اس آیت کا ترجمہ صاحب تفہیم القرآن نے یہ کیا ہے۔ ''اور تم دیکھو گے کہ یہ جہنم کے سامنے جب لائے جائیں گے تو ذلت کے مارے جھکے جارہے ہوں گے اور اس کو نظر بچا بچا کر کن اکھیوں سے دیکھیں گے''۔۲۴

آسان ترجمہ قرآن میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح ہے۔ ''اور تو دیکھے گا جب وہ عاجزی کرتے ہوئے ذلت سے دوزخ پر پیش کیے جائیں گے تو وہ دیکھتے ہوں گے نیم کشادہ کونہ چشم سے''۔۲۵

اس جگہ خفی کا ترجمہ ست نگاہ، نظر بچا بچا کر کن اکھیوں سے، نیم کشادہ گوشۂ چشم دیا گیا۔ تیسرے ترجمہ میں معنویت بھی ہے اور ادبیت بھی۔ اور مفہوم بھی ہر پہلو سے موجود ہے جو ست نگاہ، کن اکھیوں میں پوری طرح واضح نہیں ہو پایا۔

واذ قال ابراھیم لابیہ وقومہ اننی برآءٌ مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ سیھدین (الزخرف/۲۶)

صاحب تفہیم ترجمہ کرتے ہیں۔ ''یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا تعلق صرف اس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ وہی میری راہ نمائی کرے گا''۔۲۶

حضرت تھانویؒ کا ترجمہ ہے۔ ''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں کی عبادت سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو مگر جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر وہی مجھ کو راہ نمائی کرتا ہے''۔۲۷

حافظ نذر احمد صاحب کے یہاں ترجمہ اس طرح ہے۔ ''یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا بیشک میں اس سے بیزار ہوں جس کی تم پرستش کرتے ہو۔ مگر

ہاں جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ بیشک مجھے جلد ہدایت دے گا“۔ ۲۸

یہاں ہو آۓ کا ترجمہ ”تعلق نہیں“ مفہوم سے بعید لگتا ہے۔ جب کہ ترجمہ ”بیزار“ زیادہ اقرب محسوس ہوتا ہے۔ جو مفسر تھانوی اور نذر احمد صاحب نے کیا ہے۔ لیکن یہاں ایک اور نکتہ ملاحظہ فرمائیں کہ مفسر تھانوی فرماتے ہیں کہ ”میں ان چیزوں کی عبادت سے بیزار ہوں۔ جن کی تم عبادت کرتے ہو“۔ لفظ عبادت اس بندگی کے ساتھ مخصوص ہے جو شریعت اسلامیہ میں تلقین کی گئی ہے۔ جب کہ پرستش کا لفظ غیر اللہ کی بندگی کو ظاہر کرتا ہے۔ غیر اللہ کی بندگی کے لیے لفظ عبادت زیادہ موزوں محسوس نہیں ہوتا۔

اس جگہ حافظ نذر احمد صاحب کا ترجمہ مفہوم و معنی کے زیادہ قریب ہے۔ ”میں اس سے بیزار ہوں جس کی تم پرستش کرتے ہو“۔ اس ترجمہ میں فعل بندگی ہی کی نفی موجود ہے۔ جب بندگی ہی کی نفی کر دی گئی تو جن چیزوں کی پرستش کی جا رہی ہے ان کی مذمت از خود واضح ہو جاتی ہے۔ جب کہ ”میں ان چیزوں کی عبادت سے بیزار ہوں“ میں نفس فعل کی مذمت موجود نہیں صرف ان چیزوں سے بیزاری کا اعلان ہے۔

آیت کے آخری حصہ کے ترجمہ میں صاحب تفہیم اور مفسر تھانوی تقریباً یکساں ہیں۔ یعنی ”وہ میری راہ نمائی کرے گا“۔ ”پھر وہی مجھ کو راہ نمائی کرتا ہے“۔ ان دونوں تراجم میں سیہدین کا مفہوم واضح نہیں بلکہ حافظ نذر احمد کے ہاں ترجمہ ہے۔ ”وہ بے شک مجھے جلد ہدایت دے گا“۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطٰناً فھو لہ قرین
(الزخرف/ ٣٦)

صاحب تفہیم فرماتے ہیں۔ ”جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔ اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے“۔ ۲۹

مفسر تھانویؒ کا ترجمہ ہے۔ ”اور جو شخص اللہ کی نصیحت (یعنی قرآن) سے اندھا بن جاوے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔ سو وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے“۔ ۳۰

حافظ نذیر احمد صاحب کا ترجمہ اس طرح ہے۔ ''اور جو کوئی اللہ کی یاد سے شب کوری (غفلت) کرے ہم مسلط کر دیتے ہیں اس کے لیے ایک شیطان۔ تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے''۔[۳۱]

اس جگہ لفظ شب کوری کا استعمال ادبی زبان کے اعتبار سے بہت اہم ہے اور زیادہ خوبصورت محسوس ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر ترجمہ اپنی جگہ اور مقام کے لحاظ سے اپنا الگ مرتبہ و مقام رکھتا ہے اور تمام تراجم مل کر ایک گلدستہ ہیں جن میں سے ہر ایک پھول کی رعنائی بھی الگ ہے اور خوشبو بھی جداگانہ۔ یہی قرآن کا اعجاز ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مترجم اور مفسر کو کوئی نئی اور بہتر چیز سجھا دیتا ہے۔

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

حواشی و مراجع

۱۔ حافظ نذر احمد، آسان ترجمہ قرآن، مسلم اکادمی، لاہور، ص ۱۲۹۸

۲۔ مفتی تقی عثمانی، علوم القرآن، مکتبہ دار العلوم، کراچی، ۱۴۱۱ھ، ص ۱۹۸

۳۔ فتاویٰ عالمگیریہ۔ فصل فی التراویح

۴۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۱۰۴۰

۵۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۲ء، ص ۴۰۵

۶۔ اشرف علی تھانویؒ، بیان القرآن، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند (بدون تاریخ) ۳/۴

۷۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۳۴۴

۸۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید، ص ۴۰۲

۹۔ بیان القرآن، ۳/۱۴۴

۱۰۔ بیان القرآن، ۷/۱۳۹

۱۱۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید، ص ۷۷۸

۱۲۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۶۶۵

۱۳۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۱۰۴۰

۱۴۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ، ضیاء القرآن

۱۵۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید۔ ص ۱۱۷۱

۱۶۔ ضیاء القرآن، ص ۳۶۸/۴

۱۷۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۱۰۴۰

۱۸۔ امین احسن اصلاحیؒ، تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی ۱۹۸۹ء، ۱۴۹/۷

۱۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید، ص ۱۲۱۹

۲۰۔ بیان القرآن، ص ۶۱/۴

۲۱۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید، ص ۴۶۵

۲۲۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۳۹۶

۲۳۔ بیان القرآن، ۷۶/۱۰

۲۴۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید، ص ۱۲۲۹

۲۵۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۱۰۴۸

۲۶۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید، ص ۱۲۳۷

۲۷۔ بیان القرآن، ۸۵/۱۰

۲۸۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۱۰۵۴

۲۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمہ قرآن مجید، ص ۱۲۳۹

۳۰۔ بیان القرآن، ۸۷/۱۰

۳۱۔ آسان ترجمہ قرآن، ص ۱۰۵۸

☆